بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

افسوس ہے بہت دنوں سے جس کا کھٹکا لگا ہوا تھا آخر وہ دن بھی آگیا، یعنی مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے کم وبیش ۸۵ برس کی عمر میں ایک طویل علالت کے بعد ۶؍جنوری ۱۹۷۷ء کو اپنے وطن دریاباد میں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون مولانا اپنی خصوصیات اور کمالات واوصاف کے باعث ایک خاص اور نمایاں شخصیت کے مالک تھے، برصغیر ہند وپاک کے علمی اور ادبی اور اسلامی حلقے اُن کو اپنا بزرگ مانتے اور اس لئے ان کا بڑا ادب واحترام کرتے تھے۔ مولانا کی اصل تعلیم انگریزی کی تھی، فلسفہ اور نفسیات اُن کے خاص مضمون تھے۔ لکھنؤ سے بی، اے کیا تھا۔ اس کے بعد کچھ دنوں علی گڑھ میں بھی رہے، لیکن ایم، اے نہ کرسکے، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ بی اے کی قدر آج کل کے پی ایچ، ڈی سے بھی زیادہ ہوتی تھی اور وہ درحقیقت ان سے زیادہ قابل اور لائق بھی ہوتا۔ مولانا نے باقاعدہ کبھی اور کہیں ملازمت نہیں کی، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں دارالترجمہ حیدرآباد دکن سے منسلک رہے اور منطق وفلسفہ کی بعض کتابوں کو انگریزی سے اردو میں منتقل کیا، مگر وہاں جی نہ لگا اور وطن چلے آئے یہاں آکر ایسے جمے کہ بڑے بڑے انقلابات آئے، زمین اور آسمان زیر وزبر ہوگئے، مگر مولانا اپنے قصباتی کنج عافیت سے نہ نکلے اور ساری عمر وہیں گذار دی۔

مولانا کی تصنیفی زندگی کا آغاز ایک فلسفی اور اردو شعر و ادب کے ایک نقاد کی حیثیت سے ہوا، مطالعہ کے دھنی اور رسیا، نظر میں وسعت اور ذہانت و فطانت خداداد، اس زمانہ کے باکمال اربابِ قلم کی معیت و صحبت، پھر سب سے بڑی بات یہ کہ انشا و تحریر کا ایک منفرد اسلوب، ان سب چیزوں نے مل جل کر عنفوان شباب میں ہی اردو زبان کا ایک ممتاز ادیب اور مصنف بنا دیا، مولانا نے تذکرہ و سوانح، شعر و ادب، تاریخ و فلسفہ اور اجتماعی مسائل، ان سب پر بہت کچھ لکھا اور اچھے سے اچھا لکھا لیکن آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جو لبقائے دوام کا ضامن ہے وہ انگریزی اور اردو میں ترجمہ و تفسیر کلام مجید ہے، ابھی عمر کی درمیانی منزل میں ہی تھے کہ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح کے فیض صحبت و اثر سے قرآن مجید کے ساتھ ایسا شغف و انہماک پیدا ہوا کہ زندگی اس کی خدمت کے لئے وقف کر دی، اگرچہ وہ دوسرے کام بھی کرتے رہے لیکن ان کی حیثیت ضمنی تھی۔ ترجمہ و تفسیر کے سلسلہ میں مولانا نے مسلسل سالہا سال جو محنتِ شاقہ برداشت کی ہے اور جس ذوق و شوق اور انہماک سے یہ عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اُس کا اندازہ کتاب دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے، اس ذیل میں مولانا نے عربی اور اردو زبان کی تفاسیر، اور عربی و قرآنی لغات کا مطالعہ تو محنت اور وسعت سے کیا ہی تھا، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں اہل کتاب اور اُن کی کتابوں کا تذکرہ کثرت سے ہے، پھر امم قدیمہ کے حالات و سوانح بھی جگہ جگہ بیان کئے گئے ہیں اس بنا پر مولانا نے کتب قدیمہ یعنی OLD TESTAMENT اور NEW TESTAMENT کے پرانے اور نئے اڈیشن اور امم سالقہ کی تاریخ پر نہایت مستند اور محققانہ کتابوں کا وہ عظیم ذخیرہ بڑی محنت اور دل کی لگن کے ساتھ کہاں کہاں سے فراہم کیا، اس سلسلہ میں عبرانی زبان

بھی سیکھی، پھر قرآن مجید سے متعلق جو کچھ یورپ میں لکھا گیا تھا اس کی کتابیں بھی برابر بہم پہونچاتے اور بڑے غور و خوض سے ان کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں فلسفہ اور سائنس کے نئے نئے نظریات وافکار سے بھی واقف رہتے تھے، ان سب چیزوں سے انھوں نے اپنی تفسیر میں کام لیا اور یہی چیز مولانا کی تفسیر کی وہ انفرادی خصوصیت بن گئی جس میں کوئی ان کا سہیم وشریک نہیں ہے، تفسیر ماجدی کے بعد جن حضرات نے قرآن مجید کی تفسیر یا اس کی تفہیم کے سلسلہ میں ان موضوعات پر لکھا ہے اُس میں انھوں نے درحقیقت مولانا کی ہی خوشہ چینی کی ہے، مولانا کے خامۂ زرنگار سے جو مضمون نکل گیا سدا بہار ہوگیا، لیکن علمی، تحقیقی اور ادبی حیثیت سے تفسیر ماجدی مولانا کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی آب و تاب وقت کے گزرنے کے ساتھ اور بڑھے گی اور آیندہ نسلیں شکر گذاری کے ساتھ انھیں یاد کریں گی۔

مولانا کا سانحۂ وفات علم وادب کی دنیا کا عظیم حادثہ ہے لیکن مولانا کو ندوۃ المصنفین اور خاص طور پر برہان کے ساتھ جو قلبی لگاؤ اور ندوۃ المصنفین کے ناظم اور برہان کے اڈیٹر کے ساتھ جو غیر معمولی شفقتِ بزرگانہ کا تعلق تھا اُس کی وجہ سے یہ حادثہ خود اپنا ذاتی حادثہ بھی ہے جس کے اثرات بہت دنوں تک محو نہ ہوں گے، مولانا علم و عمل، حق گوئی وصاف بیانی، اخلاق وشمائل اور عادات وخصائل کے اعتبار سے سلف صالحین کا نمونہ تھے، اُن کی وفات ایک دور کا خاتمہ اور مسلمانوں کی تاریخ عصر حاضر کے ایک باب کی انتہا ہے، رحمۃُ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

دسمبر کا برہان چھپ چھپا کے پریس میں رکھا ہوا تھا کہ اچانک ایک حادثہ پیش آگیا اور برہان پریس سے باہر نہیں آسکا اور اس وقت جبکہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں یہی صورت حال قائم ہے، جنوری کا برہان آپ کی خدمت میں پہونچ رہا ہے، دسمبر کا برہان بھی انشاء اللہ جلد ہی روانہ کیا جا سکے گا، طبیعت کے انقباض کے باعث اس مرتبہ سفر نامہ پاکستان نہیں لکھا جاسکا۔ دسمبر کے پرچہ میں یہ قسط موجود ہے وہ شائع ہو جائے تو پھر یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

رُوداد چمن

ندوۃ العلماء کے ۸۵ سالہ جشن تعلیمی کی مفصل رُوداد

مرتبہ: مولانا محمد الحسنی ندوی

ایک دستاویز ـــــــ ایک کہانی ـــــــ ایک پیغام

ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی (منعقدہ نومبر ۱۹۷۵ء) کی تفصیلی رپورٹ جس کا آپ کو شدت سے انتظار تھا، منظر عام پر آگئی ہے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

کے ایما پر یہ روداد مرتب کی گئی ہے جس میں اجلاس کے مناظر کی اس طرح تصویر کشی کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے پڑھنے والا خود اجلاس میں شریک ہے۔

پوری کتاب دار العلوم کی خوبصورت عمارتوں کی تصاویر نیز دوران اجلاس نماز جمعہ کے دلفریب منظر سے بھی مزین ہے۔

خوبصورت رنگین ڈسٹ کور۔ قیمت پندرہ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء۔ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ